درسِ حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی *

ظلم کا خطرناک انجام

ظلم اور حق تلفی سنگین ترین گناہوں میں سے ہونے کے علاوہ اس اعتبار سے مزید خطرناک ہیں کہ وہ گناہ جو اللہ کی ذات سے متعلق ہیں کسی بندے کا حق اس سے وابستہ نہیں ہوتا' ان کے بارے میں اس کا امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو معاف کردے، اور سچی توبہ سے وہ یقینی طور پر معاف کردیئے جاتے ہیں۔ مگر ظلم زیادتی اور حق تلفی کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ اصول بنادیا ہے کہ وہ ان کو اپنے کرم ومغفرت سے اس وقت تک نہیں بخشے گا جب تک حق دار کا حق نہ ادا کردیا جائے اور مظلوم کو بدلہ نہ مل جائے۔ یا وہ خود بخش دے اور معاف کردے......اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو بھی ظلم سے شدید نفرت ہے اور ظالم پر اس کا سخت غضب ہے۔ صحیح مسلم میں اللہ تعالیٰ کے جلال وعظمت اور ہیبت وجبروت سے بھری ہوئی ایک قدسی حدیث آئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ عظمت وجلال سے بھرے ہوئے لہجے میں اپنے بندوں سے یوں مخاطب ہوتا ہے:

(۱) وعن ابی ذرعن النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فیما یروی عن ربہ انہ تعالٰی یقول :یا عبادی انی حرمت الظلم علٰی نفسی وجعلتہ بینکم حراماً فلا تظالموا،یا عبادی کلکم ضالّ الا من ھدیتہ ، فاستھدونی اھدکم ، یا عبادی کلکم جائع الامن اطعمتہ ،فاستطعمونی اطعمکم ،یا عبادی کلکم عار الا من کسوتہ ، فاستکسونی اکسوکم ، یا عبادی انکم تخطئون باللیل والنھار، وانااغفر الذنوب جمیعاً،فاستغفرونی اغفرلکم ، یاعبادی انکم لن تبلغوا ضرّی فتضرونی ، ولن تنفعوا نفعی فتنفعونی یا عبادی لوان اوّلکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علٰی اتقٰی قلب رجل منکم مازادذالک ملکی شیئاً ، یاعبادی لو ان اوّلکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علٰی افجررجل واحدمنکم مانقص ذالک من ملکی شیئاً یا عبادی لو ان اوّلکم وآخرکم وانسکم وجنکم قاموا فی صعیدواحدفسألونی فأعطیت کل انسان مسألتہ مانقص ذالک مماعندی الا کماینقص المخیط اذاادخل البحر ، یا عبادی انماھی أعمالکم أحصیھالکم .ثم أوفیکم ایّاھا ، فمن وجد خیراً فلیحمداللّٰہ ومن وجد غیر ذلک فلا یلومن اِلّانفسہ . (راوہ مسلم)

---

* مرتب:''الفرقان''،لکھنؤ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے: میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر بھی حرام قرار دے لیا ہے، اور تمہارے درمیان ایک دوسرے پر ظلم کرنا حرام اور ناجائز کر دیا ہے۔ پس تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ میرے بندو! تم سب گم راہ ہو، سوائے اس کے جس کو میں ہدایت دے دوں، لہٰذا تم مجھ سے ہدایت کی دعا مانگا کرو میں تم کو (سیدھی راہ) دکھاؤں گا۔ میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جس کو میں کھلاؤں۔ (یعنی جس کو رزق ملتا ہے اللہ کے فضل و بخشش سے ملتا ہے، وہ نہ دے تو سب کے سب بھوکے مر جائیں) اس لیے تم مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤں گا۔ میرے بندو! تم سب بےلباس ہو سوائے اس کے جس کو میں لباس دوں، لہٰذا تم مجھ سے لباس کی دعا کرو، میں تم کو لباس عطا کروں گا۔ میرے بندو! تم دن رات غلطیاں کرتے ہو، اور میں (ایسا غفور و رحیم ہوں) کہ سب گناہ معاف کر سکتا ہوں۔ لہٰذا مجھ سے استغفار کیا کرو میں تم کو معاف کر دوں گا۔ میرے بندو! تم کچھ کر لو مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے اور کچھ کر لو میرے لیے کسی فائدے کا سبب بھی نہیں بن سکتے۔ میرے بندو! اگر تم سب کے سب، انسان بھی، جنات بھی آخری درجے کے متقی پرہیزگار بن جاؤ تب بھی میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ اور اگر سب کے سب، انسان بھی جن بھی، آخری درجہ کے گناہ گار بن جاؤ تب بھی میری بادشاہت میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ میرے بندو! اگر ابتدائے آفرینش سے لے کر آخر زمانے تک کے سارے انسان اور جن ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور ہر ایک اپنے دل کی ساری تمنائیں مجھ سے مانگ لے، اور میں (اسی وقت) سب کی مرادیں پوری کر دوں تو اس سے میرے خزانے میں اتنی بھی کمی نہیں ہوتی جتنی سمندر میں سوئی ڈبو کر نکالنے سے ہوتی ہے۔ میرے بندو! (جن حالات سے تم گزرتے ہو) یہ تمہارے اعمال ہیں جو میں تم کو لوٹا دیتا ہوں۔ تو جو بھلائی پائے وہ اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے اور جو کچھ اور پائے تو اپنے ہی کو ملامت کرے (اس لیے کہ یہ اس کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے)۔ (صحیح مسلم)

العزۃ للّٰہ، سبحان ربّی ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ بڑی عظیم و پرہیبت حدیث ہے، جس میں الوہیت کی شان جھلک رہی ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی عظیم محدث امام ابو ادریس الخولانی اس کو جب روایت کرتے تو گھٹنوں کے بل باادب ہو کر بیٹھ جاتے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اہل شام کی روایات میں اس سے زیادہ باعظمت اور کوئی حدیث نہیں ہے۔

یہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے ایک خطبہ ہے۔ جس میں اس نے اپنی بلند بالا شان اور الوہیت کے مقام کا تعارف کرایا ہے، اور بندوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اگر کامیابی چاہتے ہیں تو خشوع و خضوع کے ساتھ بندگی کے آداب بجا لائیں۔

اس عظیم خطاب کی ابتدا ظلم کی مذمت اور بندوں کو اس سے پرہیز کی تاکید سے ہوتی ہے۔ اور ارشاد فرمایا گیا ہے

کہ میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے لیے حرام کرلیا ہے، اور تمہارے لیے بھی۔ لہٰذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔

(۲) وعن جابرؓ ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال: اتقوا الظلم ، فان الظلم ظلمات یوم القیامۃ، واتقوا الشح ، فان الشح اھلک من کان قبلکم حملھم علٰی ان سفکوا دماء ھم واستعلوا محارمھم .(رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم سے پرہیز کرو۔ اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی شکل میں ہوگا۔ اور حرص سے بھی بچو۔ اس لیے کہ پچھلی قوموں کی تباہی حرص ہی کی وجہ سے ہوئی۔ اس نے ان سے آپس میں خونریزیاں کروائیں اور عزتیں پامال کرائیں۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث شریف میں جو ظلم کو قیامت کی ظلمات (یعنی قیامت کے اندھیرے) کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ظالموں کو ایسے اندھیروں میں رکھا جائے گا کہ ان کو کچھ نہیں سوجھے گا کہ کدھر جائیں۔ اہل ایمان سراپا نور ہوں گے، ان کے لیے راستوں پر خصوصی روشنی کی جائے گی اور ظالموں اور منافقوں کا یہ حال قرآن مجید میں بھی آیا ہے کہ وہ شدید بے چینی کے عالم میں ہوں گے اور گھپ اندھیرا ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(۳) عن معاذ بن جبلؓ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : اتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینہ وبین اللّٰہ حجاب . (متفق علیہ)

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچ کے رہنا۔ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب یا پردہ نہیں ہوتا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت معاذ بن جبلؓ ایک نوجوان ذی علم صحابی تھے، اور آنحضرت ﷺ کو ان سے بڑی محبت اور بڑا خصوصی تعلق تھا۔ اپنی عمر کے آخری حصہ میں رسول اللہ ﷺ نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا، اور بڑی محبت سے ان کو کچھ وصیتیں فرمائی تھی، اور یہ اشارہ بھی دے دیا تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے۔ اب اس دنیا میں دیدار نہیں ہونا ہے۔ ان وصیتوں میں حکمرانی سے متعلق بھی ہدایات تھیں۔ انہی کے آخر میں آپ نے ان کو ہدایت کی کہ بحیثیت امیر وحکمراں ان سے کسی کمزور کو شکایت نہ ہو جائے اور کسی پر ظلم نہ ہو جائے۔ اور باخبر کیا کہ مظلوم کی بددعا بہت خطرناک چیز ہے اللہ اس کو براہ راست فوری طور پر سنتا اور قبول کرتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی بھی چیز کے سامنے کوئی رکاوٹ اور حجاب نہیں ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ مظلوم کی بددعا فوری طور پر سنی جاتی ہے اور اس کے نامقبول ہونے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔

(۴) عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال: من کانت عندہ مظلمۃ لا خیہ من عرضہ اومن شیئ ، فلیتحللّہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا

درھم،ان کان له عمل صالح اخذمنه بقدر مظلمته ،وان لم یکن له حسنات اخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه (رواہ البخاری)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کسی نے اپنے کسی بھائی کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہو، اس کی بے آبروئی کی ہو یا اس کی کوئی چیز ناحق لے لی ہو، تو آج ہی حساب کتاب برابر کرلے (یعنی یا معاف کرالے یا بدلہ دے دے) اس دن کے آنے سے پہلے جب دینار و درہم کچھ نہیں ہوگا۔ پھر تو حساب بس اس طرح ہوسکے گا کہ اس کی زیادتی کے بقدر نیکیاں لے کر مظلوم کو دی جائیں گی۔ اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اس کے اوپر لاد دیئے جائیں گے (صحیح بخاری)

(۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے سوال فرمایا: تم جانتے ہو مفلس (دیوالیہ) کون ہوتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے عرف میں تو مفلس اس کو کہتے ہیں جس کے پاس پیسہ بھی نہ ہو اور زندگی کی ضروریات کے سامان میں سے کچھ بھی نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں (اس سے بڑا اور بدنصیب) مفلس وہ ہوگا جو قیامت میں اس حال میں آئے گا کہ روزہ، نماز، صدقہ، نیکیاں کی ہوں گی۔ لیکن اس حال میں آئے گا کہ اس کو گالی دی، اس کو برا بھلا کہا، اس پر تہمت لگائی، اس کا مال کھا گیا، اس کا خون بہایا، اس کو مارا۔ (اب اس کا حساب برابر کیا جائے گا) تو اس کو کچھ نیکیاں دلوائی جائیں گی......اب اگر حساب برابر ہونے سے پہلے نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جائیں گے۔ اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' (صحیح مسلم)

اللہ رے بدنصیبی۔ واقعی اس ثروت مند مفلس اور مال دار فقیر سے زیادہ کوئی بدنصیب نہیں ہوسکتا۔ روزہ، نماز صدقہ ......سب نیکیاں خزانے میں جمع ہیں۔ مگر جب حساب کیا گیا تو اپنی زیادتیوں اور مظالم کی وجہ سے سب دوسروں کو دے دی جائیں گی اور دوسروں کے گناہ اس کی کمر پر رکھ دیئے جائیں گے اور یہ ''نیک'' نظر آنے والا جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (جاری ہے)